السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سوال اول: ایک شخص نے مرض الموت میں اپنی ایک وثیقہ ہبہ بالعوض اپنی بعض اولاد کے نام سے لکھا اور بعض کو بالکل محروم رکھا۔ پس یہ ہبہ بالعوض بنام بعض اولاد کے صحیح ہوا یا نہیں؟

سوال دوم: اگر کسی شخص نے حالت مرض الموت میں بعض اولاد کو اپنے یا کسی غیر کو ہبہ بالعوض کیا تو یہ ہبہ اس واہب کے کل مال میں جاری ہوگا یا واہب کے ثلث مال میں؟ واہب نے اپنے کل مال کو بعض ورثا کو اپنے ہبہ کر دیا اور بعض کو بالکل محروم کیا ہے۔

سوال سوم: ہبہ بالعوض میں قرآن شریف کا ہبہ کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جواب تینوں سوالوں کا کتب فقہ حنفیہ سے بقید مطبع وصفحہ کتاب کے دیا جائے۔

جواب اول: یہ ہبہ اگر باجازت باقی ورثا کے ہوا ہے تو صحیح ہوا، ورنہ صحیح نہیں ہوا۔ اس لیے کہ ہبہ بالعوض ایک فرد ہبہ ہے جو مرض الموت میں واقع ہوا ہے اور ہبہ جو مرض الموت میں واقع ہو، حکماً وصیت ہے۔ پس ہبہ مذکور حکماً وصیت ہے اور وصیت وارث کے لیے بلا اجازت ورثا صحیح نہیں ہے اور اولاد وارث ہے۔ پس ہبہ مذکور بغیر اجازت باقی اولاد اور اگر واہب کا کوئی اور بھی وارث ہو تو بغیر اجازت وارث مذکور صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں: ۴/۵۰۶ مطبوعہ کلکتہ)

''لا تجوز الوصية للوارث عندنا إلا أن يجيزها الورثة''

''ہمارے نزدیک وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے، الا یہ کہ ورثا اس کی اجازت دیں۔''

''لو وهب شيئاً لوارثه في مرضه، أو أوصى له بشيء، أو أمر بتنفيذه قال الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن الفضل رحمه الله: كلاهما باطلان، فإن أجاز بقية الورثة ما فعل، وقالوا: أجزنا ما أمر به الميت ينصرف الإجازة إلى الوصية لأنها مأمورة إلى الهبة، ولو قال الورثة: أجزنا ما فعله الميت صحت الإجازة في الهبة والوصية جميعا'' (أيضاً، ص: ۵۱۲)

''اگر اس نے اپنے مرض میں اپنے کسی وارث کو کوئی چیز دیدی یا اس کے لیے کسی چیز کی وصیت کر دی یا اس کے نفاذ کا حکم دے دیا تو اس سلسلے میں شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ دونوں چیزیں باطل ہیں اور اگر بقیہ ورثا اس کے اس فعل کی اجازت دے دیں اور یہ کہہ دیں کہ میت نے جس چیز کا حکم دیا ہے، ہم نے اس کی اجازت دی تو یہ اجازت وصیت کی جانب لوٹ آئے گی، کیونکہ اس کو ہبہ کرنے کی اجازت ہے اور اگر ورثا نے یہ کہا کہ میت نے جو کچھ کیا ہے، ہم نے اس کی اجازت دی تو اجازت، وصیت اور ہبہ سب کے لیے درست ہوگی۔''

''إذا أقر مريض لامرأة بدين، أو أوصى لها بوصية، أو وهب لها هبة، ثم تزوجها، ثم مات، جاز الإقرار عندنا، وبطلت الوصية والهبة۔'' (فتاوی عالمگیری: ۶/۱۶۸، مطبوعہ کلکتہ)

''جب مریض کسی عورت کے قرض کا اقرار کرے یا اس کے لیے کوئی وصیت کرے یا اس کو کوئی ہبہ دے، پھر اس سے شادی کرلے اور پھر مرجائے تو ہمارے نزدیک اس کا یہ اقرار جائز ہے اور وصیت اور ہبہ باطل ہے۔''

''وتبطل هبة المريض ووصيته لمن نكحها بعدهما أي بعد الهبة والوصية، لما تقرر أنه يعتبر لجواز الوصية كون الموصى لها وارثا أو غير وارث وقت الموت لا وقت الوصية'' (الدر المختار بر حاشیہ طحطاوی: ۴/۲۱۹ مطبوعہ مصر)

''مریض کا ہبہ اور اس کی وصیت اس کے لیے، جس سے اس نے نکاح کیا ہے، ہبہ اور وصیت کے بعد باطل ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ بات طے ہے کہ وصیت کے جواز کا اعتبار اسی وقت ہوتا ہے جبکہ وصیت کرنے والے کا کوئی وارث ہو یا نہ ہو، موت کے وقت نہ کہ وصیت کے وقت۔''

قولہ: '' وتبطل هبة المريض ووصيته الخ'' أما الوصية فلأنها إيجاب مضاف إلى بعد الموت، وهي وارثة حينئذ، والوصية للوارث باطلة بغير إجازة، وأما الهبة وإن كانت منجزة صورة فهي كالمضافة إلى ما بعد الموت حكماً لأنها وقعت موقع الوصايا ولأنها تبرع، يتقرر حكمه عند الموت، والله تعالىٰ أعلم'' (طحطاوی: ۴/۲۱۹، مطبوعہ مصر)

''مریض کا ہبہ اور اس کی وصیت باطل ہے، الخ۔ رہی وصیت تو یہ ایسی چیز ہے جو موت کے بعد منسوب کی جاتی ہے اور اس وقت وہ اس کی وارثہ ہوتی ہے اور بغیر اجازت کے وارث کے لیے وصیت باطل ہوتی ہے اور رہا ہبہ والا معاملہ جو اگرچہ صورت کے اعتبار سے الگ ہے تو یہ بھی حکماً موت کے بعد منسوب کی جاتی ہے، کیونکہ وصیت کے موقع پر یہ واقع ہوئی ہے اور اس لیے بھی کہ یہ ایک نفلی چیز ہے، جس کا حکم موت کے وقت مقرر ہوتا ہے۔''

جواب سوال دوم: اگر واہب نے یہ ہبہ اپنے بعض اولاد یا کسی دیگر وارث کو کیا ہے تو ہبہ مذکور بغیر اجازت بقیہ ورثہ باطل و ناجائز ہے۔ نہ یہ ہبہ واجب کے کل مال میں جاری ہوگا اور نہ ثلث مال میں، جیسا کہ جواب سوال اول

سے واضح ہوا۔ اور اگر واہب نے یہ ہبہ کسی غیر وارث کو کیا ہے تو درصورت عدم کل مال میں۔ اس لیے کہ ہبہ مذکورہ حکماً وصیت ہے، جیسا کہ جواب سوال اول میں مذکور ہوا اور وصیت بلا اجازت ورثا صرف ثلث مال میں جاری ہوتی ہے نہ کل مال میں نہ زائد از ثلث میں۔

''تصح الوصیة لأجنبی من غیر إجازة الورثة کذا فی التبیین۔ ولا یجوز بما زاد علی الثلث، إلا أن یجیزہ الورثة بعد موته وھم کبار الخ کذا فی الھدایة'' (فتاوی عالمگیری، مطبوعہ کلکتہ، جلد ۶، صفحہ ۱۳۹)

''ورثا کی اجازت کے بغیر اجنبی شخص کے لیے وصیت درست ہے۔ ''التبیین'' میں ایسا ہی ہے۔ البتہ ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ ورثا اس کی موت کے بعد اس کی اجازت دے دیں اور وہ بڑے لوگ ہوں الخ۔ الہدایہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔''

''ویجوز بالثلث للأجنبی عند عدم المانع وإن لم یجز الوارث ذلک، لا الزیادۃ علیه إلا أن یجیز ورثته بعد موته۔ واللہ تعالیٰ أعلم'' (الدر المختار بر حاشیہ طحطاوی: ۴/۳۱۵، مطبوعہ مصر)

''اور اجنبی کے لیے ایک تہائی کی وصیت اس وقت جائز ہے جبکہ کوئی مانع نہ ہو، اگرچہ وارثین اس کی اجازت نہ دیں۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے الا یہ کہ اس کے ورثا اس کی موت کے بعد اس کی اجازت دے دیں۔''

جواب سوال سوم: ہبہ بالعوض میں بالخصوص قرآن مجید کو عوض میں دینا تو کتب فقہ حنفیہ میں میری نظر سے نہیں گزرا ہے، لیکن کتب فقہ حنفیہ میں یہ امر مصرح ہے کہ ہبہ بالعوض میں عوض شے یسیر بھی کافی ہے اور شے یسیر میں قرآن مجید بھی داخل ہے۔

''یصح التعویض بشيء یسیرا أو کثیر'' (فتاویٰ قاضی خان: ۴/۱۸۷، مطبوعہ کلکتہ)

''عوض میں تھوڑی یا زیادہ چیز دینا درست ہے۔'' (فتاویٰ عالمگیری: ۴/ ۵۵۱، مطبوعہ کلکتہ)

''ولو عوض عن جمیع الھبة قلیلا کان العوض أو کثیرا فإنه یمنع الرجوع''
''اگر کسی نے سارے ہبہ کے عوض میں کوئی تھوڑی چیز دے دی ہے تو عوض چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ، اس کا لوٹانا ممنوع ہے۔'' واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ (فتاویٰ کے قلمی نسخے میں اس کے بعد کسی کا نام تحریر نہیں، مگر چونکہ یہ تمام جوابات مولانا شمس الحق عظیم آبادی کے خط سے لکھے ہوئے ہیں، اس لیے کوئی شک نہیں کہ مجیب وہی ہیں)۔ [ع، ش]
ھذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ